

ڈاکٹر محمد طارق
مترجم: شاہد حسین مذاقی

شیخ احمد سرہندی اور ان کا مکتبِ محدثین

۱۰۰۰ تا ۱۲۹۹ھ — ۱۵۹۲ تا ۱۸۷۸ء

۹۷۱ تا ۱۰۳۲ھ

۱۵۹۲ تا ۱۶۹۲ھ

مجدد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی

شیخ احمد بن عبداللہ فاروقی سرہندی جو مجدد الفِ ثانی کے ۴م سے مشہور ہیں سلسلہ مجددیہ کے نامور بانی تھے۔ وہ شوال ۹۷۱ھ مئی ۱۵۹۲ء میں سرہند میں پیدا ہوئے تھے۔ سرہند مشرقی پنجاب میں ہے اور لوگ بطور احترام اسے سرہند شریف کہتے ہیں۔ شیخ احمد نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر وہ بیاکوٹ لکھنواں سے کثیر تحفے اور ماکمال الدین کشمیری (م ۱۰۱۷ھ) سے مقولات اور شیخ یعقوب عرفی (م ۱۰۰۳ھ) سے مقولات کا درس لیا۔ شیخ یعقوب نے ان کو صحیح بخاری، تہذیب کی شکوۃ اور سیوطی کی الجامع الصغیر کا درس دینے کا اجازہ دیا۔ اس کے علاوہ شیخ احمد نے قاضی ہارون بدخشی سے صحاح ستہ کے لیے اجازہ بھی حاصل کر لیا۔ بدخشی مکر کے مشہور محدث عبدالرحمن بن فہد کے شاگرد تھے۔ ۱۰۰۷ھ تا ۱۵۹۸ء میں خواجہ عبدالسیاق نقشبندی (م ۱۰۱۲-۱۰۱۷) نے شیخ احمد کو سلسلہ نقشبندیہ میں داخل کر لیا۔ ۲ صفر ۱۰۳۲ھ (نومبر ۱۶۹۲) کو شیخ احمد نے ۹۳ سال کی عمر میں سرہند میں وفات پائی، جہاں ان کی درگاہ آج بھی ایک مشہور زیارت گاہ بنی ہوئی ہے۔

شیخ احمد سرہندی حدیث کے متبحر عالم تھے جس کا ثبوت ان کے مکتوبات کے مطالعہ سے بھی ملتا ہے لیکن تعنیف و تالیف کی حد تک اس موضوع پر انھوں نے صرف ایک رسالہ اربعین لکھا ہے۔ تہذیب اور مصلح کی حیثیت سے حضرت مجدد نے جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ حدیث

پر کتابیں لکھنا ادا کس کا درس دینا نہیں ہے اگرچہ وہ یہ بھی کیا کرتے تھے بلکہ ان کا اصل کام یہ ہے کہ اس زمانے کی حکومت و سیاست میں جو زبردست افراطی اور پرآگندہ خیالی پھیلی ہوئی تھی اس کے ہوتے ہوئے بھی انھوں نے قرآن اور حدیث کی تعلیم و اشاعت کے لیے سازگار حالات پیدا کر دیے۔ اکبر کی حکمت عملی سنیوں کے خلاف تھی اور عباسی خلفاء کے ایرانی وزیروں کی طرح دوبار اکبری کے بعض امرا بھی جو بہت با اقتدار تھے سنی عقائد کو تباہ و برباد کرنے کے ورے تھے اور دوسری طرف صوفیانہ زہد و تقدس کا نام لے کر ہر قسم کی غیر اسلامی بدعتوں کی تعلیم دے رہے تھے اور ان پر عمل بھی کر رہے تھے جن کی وجہ سے اسلامی معاشرے میں تفرق و انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت مجدد نے ان تمام خرابیوں اور گمراہیوں کے خلاف علانیہ جہاد شروع کر لیا اور غلط و غلطیوں کے نیز رسائل و مکتوبات لکھ کے ہر طبقہ کے لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے باخبر کرنے لگے اس تبلیغی جہاد کی وجہ سے حکومت ناراض ہو گئی اور شہنشاہ جہانگیر نے حضرت مجدد کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ جہاں سے انھیں دو سال کے بعد رہا کیا گیا۔ حضرت مجدد کی خدا پرستی، اسلام کی صداقت پر کامل ایمان اور پاکیزہ زندگی سے جہانگیر اس حد تک متاثر ہوا کہ اس نے اپنے لڑکے شہزادہ خرم کو ان کے روحانی فیوض سے مستفید ہونے کی ترغیب دی اور آخر کار حضرت مجدد کے اس عظیم مقصد کو جس کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی شہنشاہ نے تسلیم کر لیا اور اپنے عہد کے مسلمانوں کی اصلاح کرنے کی کوششوں میں بھی وہ برابر کامیاب ہوتے گئے۔ چنانچہ ہند اور بیرون ہند کے لاکھوں مسلمانوں نے جو معاشرے کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے تھے، ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی اخلاقی اور روحانی زندگی درست کرنے کا راستہ اختیار کر لیا۔ حضرت مجدد نے اسلامی تعلیمات کی صحیح تائید کر کے اور اپنی زندگی کو ایک بہترین عملی نمونہ بنا کے اسلام کو نہ صرف تفریق و انتشار سے بچا لیا بلکہ شریعت اور طریقت میں وہ ربط و امتزاج بھی پیدا کر دیا جس کی بہت ضرورت تھی۔

حضرت مجدد کی کامیابی کا حقیقی راز یہ ہے کہ انھوں نے مسلمانوں میں قرآن اور حدیث کے مطالبہ کو فروغ دینے پر بہت زور دیا اور قرآن و حدیث کی تعلیمات پر مبنی اصلاح و ترقی کا جو مارگ کام انھوں نے مندرجہ بالا کے اصولوں کے پیشہ پختہ جاری رکھا۔

شیخ احمد سرہندی کے مکتب سے تعلق رکھنے والے محدثین کے مختصر حالات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ شیخ سعید بن شیخ احمد سرہندی (۱۰۰۳ تا ۱۰۷۰ھ - ۱۵۹۴ تا ۱۶۵۹ء)
 شیخ سید کا لقب خازنِ رحمت تھا۔ انھوں نے حدیث کی تعلیم اپنے والد عبد الرحمان رومی سے حاصل کی تھی جب ان کے والد ضعیف ہو گئے تو ان کی خانقاہ میں شیخ سید حدیث اور دوسرے علوم کا درس دینے لگے اور انھوں نے یہ سلسلہ ۱۰۳۴ھ - ۱۱۶۲ھ میں حرمین جاتے تک جاری رکھا ۹۹-۱۰۷۰ھ میں شیخ سعید سرہند واپس آئے اور ۱۰۷۰ھ ۶۱۵۹ میں وفات پائی۔

تصنیف :

شیخ سعید نے مشکوٰۃ المصابیح کے حاشیہ لکھے تھے

۲۔ فرخ شاہ بن شیخ سعید (۱۰۳۸ تا ۱۱۱۲ھ - ۱۶۲۹ تا ۱۷۰۳ء)
 فرخ شاہ کئی علوم پر عبور رکھنے والے محدث تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ستر ہزار احادیث مع اسانید حفظ کر لی تھیں اور اسی بنا پر وہ حافظ کے لقب سے مشہور ہوئے تھے۔

۳۔ سراج احمد مجددی (۱۱۷۶ تا ۱۲۳۰ھ - ۱۷۶۲ تا ۱۸۱۵ء)
 سراج احمد بن مرشد بن ارشد بن فرخ شاہ ۱۱۷۶ھ - ۱۷۶۲ء میں سرہند میں پیدا ہوئے تھے ۱۷۷۷ھ - ۱۸۰۳ء میں سکھوں نے سرہند کو تیسری مرتبہ ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور سراج احمد کے والد شیخ مرشد (۱۱۷۷ تا ۱۲۰۱ھ) مع افراد خاندان دکن چھوڑ کر رام پور چلے گئے۔ سراج احمد نے حدیث کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی جو ایک عالم اور محدث تھے۔ سراج احمد ایک مشہور محدث سلام اللہ (م ۱۲۲۹ھ) کے ہم عصر تھے جن کا تعلق نامور محدثین دہلی عبدالحی دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) کے خاندان سے تھا۔ سراج احمد نے ۱۲۳۰ھ - ۱۸۱۵ء میں مکہ میں وفات پائی۔ ان کی لاکش رام پور لائی گئی جہاں وہ اپنے والد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

تصانیف :

(۱) ترجمہ فارسی سے عربی میں سراج احمد کے فارسی ترجمے میں تشریحی نوٹ

بھی صحیح کیے ہیں۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے اور اس کا ایک نسخہ رام پور کے سرکاری کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۲) شرح فارسی علی جامع الترمذی: یہ جامع الترمذی کی مختصر شرح ہے جو فارسی میں لکھی گئی ہے نظامی پریس دہلی نے اسے مجموعہ شروح اربع کے ساتھ شائع کیا تھا۔ مراج احمد نے ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ فروری ۱۸۰۶ء میں یہ شرح کھنی شروع کی اور ذوالحجہ ۱۲۲۲ھ جنوری ۱۸۰۸ء میں اسے مکمل کیا۔ مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب لکھتے وقت جامع کی کوئی شرح یا ترجمہ ان کے پیش نظر نہ تھا کہ وہ اسے استفادہ کر سکتے گویا کہ یہ تصنیف ان کی ذاتی محنت اور علم حدیث میں تبحر کا نتیجہ ہے۔ اس شرح کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مراج احمد ایسی بیشتر احادیث کی اسناد تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جن کے متعلق ترمذی نے صرف آنحوالہ دیا تھا کہ وہی الباب عن فلان وفیہ عن فلان۔

مزید برآں انھوں نے غیر مانوس ناموں اور نسبتوں کا صحیح تلفظ یا ضبط بھی درج کیا ہے جو ترمذی کی جامع میں پاٹے جاتے ہیں۔

(۳) رسالہ دہرہ کو طعام و شرب (رام پور، فارسی مخطوطات) یہ رسالہ فارسی میں لکھا گیا ہے اس میں کھانے، پینے کی ان چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جو احادیث کے مطابق آنحضرتؐ نوش فرماتے تھے۔

۴۔ شیخ معصوم بن شیخ احمد سرہندی (م ۱۰۸۰ھ - ۲۱۶۶۹) شیخ معصوم حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے فرزند تھے اور شہنشاہ اوزنگ زیب عالمگیر (م ۱۱۱۹ھ) کے عہد میں ان کو روحانی پیشوا کا مرتبہ حاصل تھا۔ شیخ معصوم کو علم حدیث پر کافی عبور حاصل تھا اور جب وہ فریضہ حج ادا کرنے کے لیے حرمین گئے تھے تو مکہ منظرہ کے محدثین سے سند حاصل کی تھی۔

۵۔ خواجہ سیف الدین سرہندی (م ۱۰۹۸ھ)

خواجہ سیف الدین شیخ معصوم کے فرزند تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی علم حدیث کی اشاعت و تعلیم کے لیے وقف کر دی تھی اور اپنی خدمات کے صلے میں محی السنۃ کے لقب سے مشہور ہوئے شیخ معصوم نے اوزنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ہی خواجہ سیف الدین کے ذمے

کرو یا تھا۔ انھوں نے ۱۰۹۸ھ ۶۱۴۸ء میں وفات پائی۔

۷۔ خواجہ اعظم بن سیف الدین سرسندی (۱۱۳۳ تا ۱۲۵۵ھ تا ۱۲۷۵ء) خواجہ اعظم ایک ممتاز محدث تھے اور ان کا زمانہ اورنگ زیب عالمگیر کا بعد حکومت (۱۰۶۹ تا ۱۱۱۹ھ - ۱۶۵۹ تا ۱۷۰۷ء) تھا۔ انھوں نے اپنے والد سیف الدین اور چچا فرخ شاہ (م ۱۱۱۲ھ) سے حدیث کا درس لیا تھا۔ خواجہ اعظم نے ۱۱۱۳ھ - ۱۶۰۲ء میں سرسندی وفات پائی اور اپنے والد کے مزار کے قریب مدفون ہوئے۔

فیض الباری سے شرح صحیح البخاری سے ان کی مشہور تصنیف ہے۔

۸۔ شاہ ابوسعید بن صفی القدر مجددی (۱۱۹۹ تا ۱۲۵۰ھ - ۱۷۸۲ تا ۱۸۳۵ء) شاہ ابوسعید خواجہ سیف الدین کے پر پوتے اور شاہ عبدالغنی مجددی (م ۱۲۹۹ھ) کے والد تھے وہ ذوالفقہ ۱۱۹۹ھ اکتوبر ۱۷۸۲ء میں رام پور میں پیدا ہوئے تھے۔ اپنے چچا سراج احمد اور شاہ رفیع الدین دہلوی (م ۱۲۴۹ھ) اور شاہ عبدالعزیز دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) سے علم حدیث حاصل کیا اور مرزا مظہر جان جاناں (م ۱۱۹۵ھ) کے بنا کردہ سلسلہ طریقت میں اپنے مرشد غلام علی کے جانشین ہوئے۔ شاہ ابوسعید نے شوال ۱۲۵۰ھ فروری ۱۸۳۵ء میں حین سے واپسی کے بعد ٹونک میں وفات پائی اور دہلی میں جان جاناں کے مزار کے قریب دفن کیے گئے۔

۸۔ شاہ عبدالغنی بن ابی سعید مجددی دہلوی (۱۲۳۵ تا ۱۲۹۹ھ - ۱۸۱۹ تا ۱۸۷۸ء) شاہ عبدالغنی علم حدیث میں دارالعلوم دیوبند کے مشہور بانی مولانا قاسم نانوتوی (م ۱۲۹۷ھ) کے استاد تھے۔ انھوں نے صحاح ستہ کا درس اپنے والد شاہ ابوسعید سے لیا تھا جن کی اجازت سے وہ اپنے شاگردوں کو حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ عبدالغنی نے صیح بخاری کا کچھ حصہ شاہ اسحاق دہلوی سے بھی پڑھا تھا۔ ۱۲۴۹ھ ۱۸۳۳ء میں عبدالغنی اپنے والد کے ہمراہ حین گئے اور وہاں شیخ عابد سندھی ثم مدنی سے صحاح ستہ کا درس دینے کی اجازت حاصل کی ۱۸۵۷ء کی شورشِ ظلم کے دوران میں عبدالغنی ہجرت کر کے مینہ مندرہ چلے گئے اور وہاں آخر وقت تک طلباء کی کثرت نہاد کو حدیث کا درس دیتے رہے شاہ عبدالغنی نے محرم ۱۲۹۹ھ دسمبر ۱۸۷۸ء میں وفات پائی۔

اجاح الحاجہ فی فیض الباری سے شرح صحیح البخاری سے ان کی مشہور تصنیف ہے۔